حیدرآباد میں مولوی منور صاحب بیگم بازی نے مہدی علیہ السلام کے
طریقہ و سلوک کے رد میں ایک قصیدہ نام سمی للعمت چھپوا کر پراگندہ کیا تھا
یہہ رسالہ اوسکا جواب ہے

چاہو جی میاں صاحب بن شاہ صاحب ساکن

۱۳۰۸۶



کتب خانہ آصفیہ
سرشتہ علوم
حیدرآباد دکن

داخلہ نمبر
نمبر
Checked

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن اظہر الاشیاء بواسطۂ مظہرہ وہو محمد ومہدی مظہر اذاتہ والصلوٰۃ والسلام علیہما وعلیٰ آلہما واصحابہما اجمعین ۔ **اما بعد** فیقول العبد المحتاج الی رحمۃ العزیز العلی **السید ولی** سکندرآبادی ثبتہ اللہ علیٰ طریقۃ المہدی مخفی نرہے کہ مہدی علیہ السلام کا آنا صرف بیان حقائق اور اظہار اسرار و دقائق کے واسطے جو خاص ولایت محمدی سے متعلق ہیں ۔ ہوا ہے ۔ جیسا کہ صاحب مفاتیح نے سعد الدین حموی سے نقل کی ہے ۔ کہ لن یخرج المہدی حتی یتبع من شراک نعلہ اسرار التوحید اور مہدی نے فرمایا ہے کہ تم بندے سے شرعی مسائل مت پوچھو ۔ وہ مسائل جو خاص ولایت محمدیہ سے متعلق ہیں پوچھو کہ بندہ اسی کے لیے آیا ہے ۔ نقل ہے کہ مہدی علیہ السلام شاہ نظام رض کو کسی کتاب کا درس دے رہے تھے اتنے میں ایک صحابی کسی مسئلہ کی تحقیق کیواسطے آئے حضرت نے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھہرو پھر انھوں نے آگے بڑھنے کا قصد کیا حضرت نے پھر منع کیا اور تیسری بار خفگی سے فرمایا کہ وہیں ٹھہرو جب سبق پڑھا چکے ان سے فرمایا کہ صاحب اپنے بندے کو اسرار کا درس دے رہا تھا اگر تم ایک قدم بڑھتے جلکر بھسم ہوجاتے

ایضاً حقائق در بیان نیاید اگر بیان کردہ شود شما سوختہ گردید **رباعی**

سب جمع ہو ہر نزاور ... سکو وہ ظاہر کیا اشیا و ... مظہر کے ذریعہ سے یعنی وہ مظہر محمد اور مہدی ... یہ دونوں ذات کے مظہر ہیں اور درود اور سلام ان دونوں پر اور ... آل واصحاب پر تمام نعد ... حمد ونعت ... کرتا ہے بندہ

تمہید

[illegible]

عشق آمد و خون شد اندر رگ و پوست — تہی کرد مرا از من پُر کردہ بدوست
اعضائے وجودم ہمگی دوست گرفت — نامیست ز من بر من و باقی ہمہ اوست

انصاف نامہ۔ **ایضاً** کہ مہدی علیہ السلام کا زمانہ اظہار ولایت کا ہے عمل حقیقت پر ہے کیونکہ شریعت خود ظاہر ہے حقائق کے اظہار بن شرع کے ملنے سے مقصود و منشور ہوتا ہے۔ اور جب مہدی علیہ السلام نے دیدار کا دعوے دار دنیا میں کیا تو عالموں نے کہا کہ یہ جائز نہیں ہے حضرت نے پوچھا کہ کسی کے پاس جائز بھی ہے۔ تو انھوں نے کہا محققین کے پاس حضرت نے فرمایا کہ ما مذہب بصیران آوردہ ایم اور رسالہ شریفہ میں ہے کہ بعض جاہلوں نے اس قول سے ان اللہ لا یریٰ فی الدنیا ولا یراہ احد من الخلق — رویت کی منافی سمجھا ہے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ یہ قول طالبان حق کی ترغیب ترہیب کے واسطے ہے یعنے جو شخص کہ خدا کو ڈھونڈھے اور اس کے دیدار کی طلب رکھے۔ چاہیئے کہ دنیا اور بشریت کی صفت سے نکل جائے اور فنا حاصل کرے۔ اور دنیا نفس کو کہتے ہیں جیسا کہ نبی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا۔ ما الدنیا یا رسول اللہ۔ قال الدنیا نفسک فاذا افنیتہا فلا دنیا لک۔ جو کہ آپ سے فانی ہوا اسکو دنیا ہے نہ خلق — جب یہ پردے دور ہو جائیں پھر کوئی چیز دیدار سے مانع نہیں — **قولہ تعالیٰ** فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً الخ۔ اور مہدی نے عمل صالح کو ترک وجود لکھا ہے انتہیٰ نقل ہے کہ جب مہدی نے دار دنیا میں دیدار کا دعویٰ کیا ایک ملا نے کہا کہ کیا یہ خالہ کا گھر ہے حضرت نے جواب دیا۔ شعر۔ دوئی را دور کن از خود ببین در نہ و بالا ہست اگر این خیر شد ہمین خانہ خالہ۔ اور شیخ محی الدین ابن عربی کہ علم توحید کے امام تھے مہدی موعود

[حاشیہ] یعنی خدا دنیا میں نہیں دیکھا جاتا اور نہ اسکو کوئی مخلوق دیکھ سکتی ... جب تک دنیا یعنی نفس ...

[حاشیہ] سو جو کوئی اپنے پروردگار کے دیدار کی امید رکھتا ہے چاہیے کہ عمل صالح کرے ۱۲

Checked

سے نے ان کے مذہب و تحریر کی تصحیح فرما کر یہ بشارت دی کہ شیخ لوح محفوظ پر لکھے لکھتے ہیں۔ اور جب حضرتؒ نے سُنا کہ شیخ نے اَلحَقُّ مَحسُوسٌ وَالخَلقُ مَعقُولٌ کہا ہے اور سید محمد گیسو دراز نے اس کے برعکس کہا تو حضرتؒ نے فرمایا شیخ پہلوانِ توحید ہے غرض ان مسطورہ نقلوں اور مرقومہ بشارتوں سے خوب ظاہر ہے کہ میرانؑ علیہ السلام کا اصلی مذہب محققین کا ہے۔ جو وحدتِ وجودی کے قائل ہیں اور تبعاً متکلمین کا مذہب ہے جو شرعی احکام اس سے متعلق ہیں۔ کہ آپ عبداللہ تابع محمد رسول اللہ۔ صاحبِ فصوص نے کہا ہے کہ خاتم اولیاء شریعت میں تابع اور ولایت میں متبوع ہے۔ انصاف نامہ۔ اور اس بارہ میں بڑی دلیل مہدی کا دعویٰ ہے کہ بر ہر مرد و زن طلبِ دیدارِ خدا فرض است تا آنکہ بچشمِ سر یا بچشمِ دل یا بخواب خدا را نہ بیند مومن نباشد مگر طالبِ صادق اور دوسری دلیل کراحکم المحکمات ہے یعنے اِلّا اللہ تو ہے لَا اِلٰہ ہونا نہیں۔ اس میں نفی ماسوا حق اور اثبات وجود مطلق ہے کیونکہ تمام بلا و فساد کا منشا وجود غیر ہے۔ عراقی گزشت ہمہ فنا و باقی ہو و معنی لَا اِلٰہَ اَی لَا وُجُودَ مِنَ المَوجُودَاتِ فِی مَذہَبِ السَّالِکِینَ وَالاَشیَاءُ کُلُّہَا مُتَعَلِّقٌ بِوُجُودِ القَائِلِ فَاِذَا انتَفَی القَائِلُ وَجُودًا لَا یَبقٰی اَثَرٌ مِنَ الاَشیَاءِ کُلِّہَا وَذَالِکَ التَّصدِیقُ۔ انصاف نامہ نقلست کہ بندگی حضرت میرانؑ ترکِ وجود را عملِ صالح فرمودند۔ درویشے را بحال نزع پرسیدند کہ ہیچ آرزوے داری تا بیاریم گفت عدمے کہ اورا وجود نبود تا بدانی کہ ہمہ بلا و فنا ما را ہمین وجود ہست۔ انصاف نامہ۔ کسی از رسول علیہ السلام پرسید کہ معنی دعوت چیست رسول صلعم فرمود خلق را بحق رسانیدن۔ او گفت در پردہ چہ میگوئی۔ گفتؐ خلق را حق گردانیدن انصاف نامہ۔ اور ان نقلوں کی بنا خاص وحدۃ الوجود پر ہے۔ اور جب کہ

تمہید

تمہید

ذاتِ او و مذکورین اشیا۔ اور اعتباری اشیاء سے خدا کا دیدار محال ہے۔ **ابیات**
تا پدید شد ہست جسم و ابعاد و جہات ٭ تا که شد معدن و حیوان و نبات ٭
یک بذات خود بود متحقق نه ذات ٭ این کثرت و ہمہ ز شیون ست و صفات ٭
ہستی کہ ظہور میکند در ہمہ شیء ٭ خواہی کہ بری بجمال وے با ہمہ شیء ٭
رو بر سر می حباب را بین کہ چسان ٭ می در می بود اندر وی و در ہمہ شیء ٭
اے برسر حرف این ورق نازده خط ٭ پندار دوئی دلیل تعدد ست و غلط ٭
در جملہ کائنات بے سہو و غلط ٭ یک عین بحت دان و بیا ذات فقط ٭
لوالمحرر۔ چو شیوان لا یعنی بیتیکہ این عین واحد از حیثیت تجرد و اطلاق از تعینات و تقییدات مذکورہ حق ست۔ و از حیثیت تعدد و تکثر کہ بواسطۂ تلبس او تعینات و تقییدات می نماید خلق و عالم۔ پس عالم ظاہر حق ست و حق باطن عالم۔ عالم پیش از ظہور عین حق بود۔ و حق بعد از ظہور عین عالم۔ بلکہ فی الحقیقت یک حقیقت ست۔ و ظہور و بطون و اولیت و آخریت از نسب و اعتبارات اوییند۔ ہو الاول و الآخر و الظاہر و الباطن۔ **ابیات** ہر شکل بتان
رہزن عشاق حق ست ٭ لا بلکہ عیان در ہمہ آفاق حق ست ٭ چیزی کہ بود
ز روی تقیید جہان ٭ واللہ کہ ہمان بوجہ اطلاق حق ست ٭ چون حق بتفاصیل
شیون گشت عیان ٭ مشہود شد این عالم پر سود و زیان ٭ گر باز روند
عالم و عالمیان ٭ با رتبۂ اجمال حق آید بمیان ٭۔ حاصل کلام میران علیہ السلام کا فرمان مصدقین کے واسطے قطعی برہان ہے۔ اور دیدار کے مقدمہ میں میران علیہ السلام نے جو فرمایا ہے اظہر من الشمس ہے۔ جیسا کہ فرمایا تا آنکہ آدمی از قید بشریت بیرون نیاید و مطلق نشود لائق معرفت خدا تعالے نگردد۔ و تا آنکہ گوشت و پوست و خون بندہ خدا نشود خدا را نہ بیند۔ **دفتر اول**۔ اور جیسا کہ

تمہید

بندگیمیاں کو فرمایا آنچہ دید تحقیق ست ہر کہ خدا شود خدا ایرانی بیند۔ اور
ثانی مہدیؑ کی شان میں فرمایا کہ گوشت و پوست و استخوان و خون ومیجہ
ہمہ الا اللہ شدہ ست غرض دیدار کی حالت وہ نہیں ہے کہ جس میں دوئی
کا اثر ہے سعدی کہتا یا خودی در خدا راہ نیست ؎ ازین نکتہ جز بیخود
آگاہ نیست ؎ السلامت فی الوحدۃ والآفات بین الاثنین تو ثابت ہوا کہ مہدیؑ
کے مذہب کا اصل اصول وہ حقائق و اسرار ہیں جو حقیقت سے متعلق ہیں
جیسا کہ صدیق ولایتؓ نے مہدی کی شان میں لکھا ہے کہ مبین الحقیقۃ والنقیۃ
والرضوان۔ حقیقت ہی شریعت سے مقدم۔ کیونکہ اسرار حقیقت کا بیان کھلے طور پر
صرف مہدی کی مقدس ذات پر منحصر ہے جس طرح کہ شرعی احکام رسالت
مآب کی ذات پر منحصر تھی۔ ابیات نبوت را ظہور از آدم آمد ؎ کمالش
در وجود خاتم آمد ؎ ولایت بود باقی تا سفر کرد ؎ چو نقطہ در جہان دوری دگر
کرد ؎ ظہور کل او باشد بخاتم ؎ از و یابد تمامی دور عالم۔ اسی لیے مہدیؑ کے
خاص پانچوں اصحابؓ نے فرمایا ہے کہ ہمنے جو باتیں کہ میرانؑ سے سنی
ہیں اگر بیان کرینگے سنگسار کیے جاینگے۔ ولا ستحل رجال المسلمین دمی
پس بعض کلمات علم حقائق سے متعلق ہیں جس کے اظہار سے علماء شریعت
اس کے بیتیں کا خون مباح جانتے ہیں۔ جیسا ابو ہریرہؓ سے مروی
ہے کہ میں نے نبیؐ سے دو چیزیں لی تھیں ایک کو پھیلا دیا۔ اور دوسرے کو
قتل کے خوف سے چھپا رکھا۔ الخ اب بغور ملاحظہ کیجیے کہ آپ کے مطبوعہ
پرچہ میں جہاں وحدۃ الوجود کا رد و ابطال ہے حقیقت میں وہ مہدیؑ اور
کل صحابہؓ اور تابعین و تبع تابعین کے افعال و احوال کی تردید ہے کیونکہ قال
النبی الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی الخ فافہم۔

سبحان اللہ آپنے خوب سوچا تصدیق اور صدیقیت کی داد دی اور خود ہی گمرہی اور کج فہمی اور بداعتقادی کا مورد و مصداق بن گئے اور اس پیر مہدی اور تمام صوفیاء کرام کے دشنام نامہ کا نام (تعلیم اسم اعظم) رکھ کے چھپوا کر پراگندہ کیا۔ بھلا اتنا تو سمجھنا تھا کہ صاف آپکی تقریر دیدار کے دعوی کے خلاف ہے اور اسکا انکار ذات مہدی کا انکار ہے اور مہدی کا انکار خدا اور رسول کا انکار ہے۔ وما ہذا الا کفرٌ وضلالٌ۔ اگرچہ اس تمہید میں آپ کے مطبوعہ پرچہ کا رد و ابطال اچھی طرح سے ہو چکا ہے لیکن تفصیلاً بھی عرض کیا جاتا ہے۔ **قولہٗ** ۔ تعالے شانہ سب سے بری ہے۔ الخ یہ نہایت نازیبا ہے یہ تخصیص کا مقام تھا۔ یعنی قبائح و ذمائم سے بری ہے۔ نہ مدائح و محامد سے ۔ **قولہٗ** نبوت برزخ اعظم اجی ہے الخ ۔ اس شعر کا معنی بالکل بے ربط ہے اور مہمل کس لیے کہ نبوت رسالت اور ولایت کے مقابل ہے۔ نہ رسل اور ولی کے۔ بلکہ ان دونوں کا مناسب نبی ہے نہ نبوت۔ اور اس غلطی سے قطع نظر نبوت کی برزخیت اس امر کو مزاحم نہیں ہے کہ نبی ربوبیت اور عبودیت میں برزخ ہو سکے۔ **قولہٗ** خلیفہ اور مستخلف میں ہے فرق ۔ الخ ۔ اگلی تقریر سے ثابت ہو چکا کہ دونوں میں اعتباری فرق کے سوا کوئی فرق نہیں جیسا کہ جامی نے کہا ہے۔ **بیت** چو آن بیچون بہ بیچون کرد آرام ۔ تو پی رو پوش کرد و بیغش نام ۔ قطع نظر اسکے خلیفہ اور مستخلف میں کچھ فرق نہیں ہے نیز یہ صرفی بھی کہیگا کہ مستخلف باب استفعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسکی اصل خاصیت طلب فعل کی ہے تو ثابت ہوا کہ خلافت کو چاہنے والا وہی خلیفہ ہے۔ اور اگر مفعول کا صیغہ کہیں تو بھی وہی فساد ہے۔ **قولہٗ** وہ ظاہر میں شمہ معنی میں رب ہے الخ اس میں شک نہیں مولانا روم فرماتے ہیں ۔ **ع** کافران دیدند احمد را بشر

اور عین القضات نے کہا ہے۔ اگر در این حالت ودرین مقام ولایت او را بشر خوانند و یا البشر گویند کافر شوند۔ جامیؒ ۔ **بیت** قدم زنگ حدوث شد از جان او شست ؛ وجوب الآیش امکان او شست ؛ اور صاحب ام الصحائف نے تو اس کی داد دی ہے۔ کہ چون ظهور نبوت از نور الوہیت است او را چون طبیعت نباشد کہ آنچہ پیوند است در حقیقت بند است مگر مصطفی ہم ازین گفت نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث واین ہمان معنے ست کہ لم یلد ولم یولد۔ **بیت** درخت سبز داند قدر باران ؛ تو خشکی قدر باران را چہ دانی اور اسی کتاب میں ایک تمثیل جناب رسالتؐ کے بارہ میں ایسی لکھی ہے۔ اور بیان حقیقت کی داد دی ہے۔ آخر تو کالبدی را دیدہ کہ مرغاب میگرد کالبد مرغ بر سر میکند وخود را تا بگردن در آب پنہان میدارد و مرغ میداند کہ این نیز مرغ ست بدو تقریب می جوید آندم خبرش میشود کہ او را دستگاری خود مینماید و از جنس خود می ربایند مرغ حیران میماند معلومش میشود کہ صیاد بود کہ صید می نمود این حضرات صوفیاء نیز چنین اند کہ در ایشان غیر صورت بشریت بیش نماندہ ست و دیگر ہمہ حق ست اول صورت انا البشر مثلکم می نمایند بعد معنی انما الٰہکم الٰہ واحد سے ربایند لنتہی۔ **بیت** تقدید بیک ناقہ نشانید دو محمل ؛ سلمائے حدوث تو ولیلائے قدم را ؛ موافق بس اسی کے ہے یہ مضمون ؛ جو موسومہ برقعہ ناصری ہے ؛ عقیدہ ہے اصح یہ اہل عرفان ؛ کہ ظاہر میں بشر ختم الولی ہے ؛ - **قولہ** ولایت مصطفی کی ذات بندہ الخ ۔ آن مصطفی کی ولایت خالق کی صفت محمد کا باطن مہدی کی ذات ہے۔ اور وہ کبھی فنا پذیر نہیں۔ مہدیؑ نے فرمایا کہ محمد نبیؐ اور محمد مہدی کو فنا نہیں ہے۔ **ابیات** از ہمہ صفی نافتہ تا عاقبت عمر ؛ ان شمس ولایت

یعنی ہم انبیاء کی گروہ سے نہ ہوتی وارث نہ ہمارا وارث ۱۲

یعنی نہ تھا وہ کسی کا بیٹا اور نہ تھا اس کا کوئی باپ ہے ۱۲

تا عاقبت از شکل خود اظہار برآمد ؛ مہدی جہان شد ۔ لا امکان بےنشان بود و بے نشان صبغۃ اللہ گونہ بدنش ۔ ومن احسن من اللہ نعت تنش ۔ ہرچہ ہست از زبدہ ہست ظہور ۔ ہرکہ تلقین شد از خستہ دمش ۔ بدمے بر شد از افلاک قدمش ۔ محمدؐ نفی گشت در قدمش ۔ ہرچہ ہست از ولایت ظہور ۔ الخ **قولہ** کہیں مخلوق بھی ہوتی ہے خالق ۔ الخ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے ۔ **بیت** ممکن گو ممکن ز حد خویش بگذشت ۔ نہ او واجب شد و واجب نگشت ؛ تعین بود کز ہستی جدا شد ۔ نہ حق بندہ شد و بندہ خدا شد ؛ **قولہ** مسند الفقر اذا تم ہو اللہ **ایضاً** آئے مہدی اسے بولا عبد اللہ ۔ الخ آپکو اتنی بھی تحقیق نہیں کہ یہاں عبدیت سے کیا مراد ہے اور یہ کونسا مرتبہ ہے خیر یہ والست تو آپ نے شیخ پہ اتنا تو سمجھنا تھا ۔ **ابیات** آنرا کہ فنا شیوہ فقر آئین ہست ۔ او را نہ یقین نہ معرفت نہ دین ہست ؛ رفت او ز میان ہمین خدا ماند خدا ۔ الفقر اذا تم فہو اللہ انیست ۔ مہدیؑ نے فہو اللہ کی جائے پر فہو عبد اللہ فرمایا ہو اللہ سے قدیم و داخلی ہے نہ خارجی تو مہدی علیہ السلام نے ہو اللہ کو عبد اللہ فرمایا آپنے حضرتؑ کے فرمان کو غور نہیں کیا یہ موقع تحقیق کا ہے شاید کہ آپنے اپنی عبدیت پر قیاس کیا ہے ۔ اصطلاحات صوفیا سے واقفیت ضروری ہے اور مسطورہ رباعی میں فہو اللہ کس درجہ پر ہے یعنی پہلے فنا اسکا شیوہ ہووے اور فقر آئین سبنے ۔ اور یقین و معرفت و دین وغیرہم کے تقیدات سے بالکلیہ مبرا رہے اور اپنے خودی و ہستی سے باہر ہوکر ذات مطلق کے سوا کچھ باقی نہ رہے ۔ تب وہ ہو عبد اللہ کا مورد و مصداق ہوتا ہے ۔ پھر آپنے کس طرح اس عبد اللہ کو اپنی عبدیت پر قیاس کیا اور عین مخلوق حادث سمجھا ۔ بھلا اتنا تو دیکھا ہوتا کہ میران علیہ السلام نے اس ملا کے جواب میں

جو محمد بن عبد اللہ و مہدی بن عبد اللہ کہا تھا فرمایا کہ لفظ ابن کا سہو کاتب ہے
محمد عبد اللہ و مہدی عبد اللہ - اور خدا ے تعالے نے خطاب رسالتمآب کو خاص
مقام میں کہ وہ فناے ذاتی کا مقام ہے عبدیت سے خطاب کیا کہ اسریٰ بعبدہ
لیلاً - اگر آپ اسکو اپنی عبدیت پر قیاس کرینگے تو یہ آپ کے لیے حجاب
اکبر و اعظم ہوگا الحاصل آپکا مقصود عبدیت سے جو اثنینیت ہے محض
زاید و باطل غرض کہ مہدی کا دین بجز مرشد کے حاصل ہونا محال ہے اسی سبب
سے مہدی نے کامل پیر کی صحبت کو فرض ٹھہرایا - **قولہ** نکلیں گے کبھی وہ
ذو جہت سے الخ جہات اور اعتبارات کل کو ہمادی ہیں - لولا الاعتبارات
لبطلت الحکمۃ **قولہ** خدا ہی خلق ہے خالق خدا ہی - الخ اے افسوس جب حقیقت
میں ایک ہی وجود ہو تو مخلوقات میں اعتباری فرق ہوگا تقیدی حیثیت سے
خلق ہے اطلاقی حیثیت سے حق - جیسا صاحب فتوحات کا قول ہے - الرب
اذا ظہر فصار عبدا والعبد اذا بطن فصار ربا - **قولہ** گئے اوصاف جس دم
عبدیت کے الخ آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ عبدیت کیا چیز ہے اور اوصاف کیا ہیں
عبدیت نام وہی اوصاف اور مجموعہ تعینات اور تشخصات کا ہے - اوصاف کا ازالہ
حقیقت میں عبدیت کا ازالہ ہے یہ کیا معنی کہ اوصاف گئے اور عبدیت رہے
لا یقولہ العاقل کیونکہ مطلق قید سے مقید ہوجاتا ہے اور مقید رفع قید سے مطلق
قولہ ربوبیت سمجھنا عبدیت کو الخ خطاب - ربوبیت ربوبیت ہے - عبدیت
عبدیت - جوہر جوہر ہے - عرض عرض - بحر بحر ہے - موج موج - یہ سب تعینات
ہیں مگر اصل وجود ایک ہی ہے - **قولہ** کہا جامی نے رب نسبتی ہے الخ جامی صاحب
کا اعتقاد انکی تصنیفات سے ثابت ہے کہ یکے وجودیہ ہیں - لوائح شریف انکے
اعتقاد کا ایک سچا نمونہ ہے چنانچہ زلیخا میں فرماتے ہیں - **بیت** یکے بین و

۱ سہو کاتب نسخہ مہدویہ سے کو عبارات میں بڑھا دیا ۱۲

۲ اگر اعتبارات نہوں علت باطل ہوجاتی ۱۲

۳ خدا جب ظاہر ہوتا ہے تو بندہ ہوتا ہے اور بندہ جب باطن ہوتا ہے تو خدا ہوجاتا ہے ۱۲

یکے دان و یکے گوئے ۞ یکے خواہ و یکے خوان و یکے جوئے **قولہ** اگر گوید
وہ باطن عین بشر ہو۔ اگر ہاں آپ ایسے اعتقاد سے متکلم ہوتے ہیں بیشک نہ تحقیق۔
ایسی پر محقق کا دعوی ہے **مصرع** برین عقل و دانش بباید گریست ۞ **قولہ** حقیقت
جملہ اشیا کی عجب ایک امر سبحان اللہ حضرت سعدی نے کیا خوب بیان فرمایا ہے
بیت تا مرد سخن نگفتہ باشد ۞ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ اسکو اور اس
کے بعد کے اشعار کو نظر غائر سے دیکھیے کہ فقیری اور محقق کی شان کس قدر
ہویدا ہے **مصرع** سالے کہ نکوست از بہارش پیدا است کیونکہ متقدمین محققین کا
اثبات ہو رہا ہے حالانکہ خود حدیث۔ انا من نور اللہ و کل شیء من نوری
پر لڑتے ہیں۔ کل کیلیے ایک ہی حقیقت ہے۔ کہ وہ نور محمدی ہے۔ صاحب
لوائح نے کہا ہے کہ حقیقۃ الحقائق کہ ذات الٰہیت تعالے شانہ حقیقت ہمہ اشیاء
ست او فی حد ذاتہ واحد ست کہ عدد را باو راہ نیست۔ اور شرح عین لائحہ
میں ہے چون تشخصات و تعینات افراد انواع کہ مندرج است تحت الحیوان را رفع
کنی افراد ہر نوعی در وے جمع شوند و چون ممیزات آن انواع را کہ فصول
و خواص اند رفع کنی ہمہ در حقیقت حیوان جمع شوند و چون ممیزات حیوان را
و آنچہ باو در تحت جسم نامی مندرج است رفع کنی ہمہ در حقیقت جسم نامی جمع
شوند و چون ممیزات جسم نامی را و آنچہ باو مندرج است تحت جسم رفع کنی ہمہ
در حقیقت جسم جمع شوند و چون ممیزات جسم را و آنچہ باو مندرج است تحت الجواہر
اعنی العقول والنفوس رفع کنی ہمہ در حقیقت ممکن جمع شوند و چون ما بہ الامتیاز
ممکن و واجب را رفع کنی ہر دو در وجود مطلق جمع شوند کہ عین حقیقت وجود است
و بذات خود موجود است نہ بوجود زاید بر ذات خود و وجوب صفت ظاہر او
و امکان صفت باطن او اعنی الاعیان الثابتۃ الحاصلۃ بتجلیہ علی نفسہ متلبساً بشئونہ

دا ین شیون است خواه فصول و خواص و خواه تعینات و تشخصات همه شیون الٰهی اند که
مندرج و مندمج اند در وحدت ذاته اولاً در مرتبه علم بصور اعیان ثابته بر آمدند
وثانیاً در مرتبه عین بواسطه تلبس احکام و آثار ایشان بظاهر وجود که مجلی و آئینه است
مر باطن وجود را صورت اعیان خارجیه گرفتند پس نیست در خارج الا
حقیقته واحده که بواسطه تلبس شیون و صفات متکثره و متعدده می‌نماید نسبت
بانکه در تضیق مراتب محبوس اند و باحکام و آثار آن مقید — رباعی
مجموعه کون را بقانون سبق ؛ کردیم تصفح ورقاً بعد ورق ؛؛
حقا که ندیدیم و نخواندیم درو ؛ جز ذات حق و شیون ذاتیه حق ؛؛
تو معلوم ہوا کہ یہ تمام اعتبارات ہیں — **قولہ** تو کیوں یہ رافضی و خارجی
ہیں الخ — اگر کوئی خیرہ و شرہ من اللہ پر بھی ایمان نہیں اگر ہے تو بہشتی و دوزخی
کیا ہے — کل من عند اللہ ہے تو سزا کے لایق کون ہے — جب اس پر ایمان نہیں
ہے تو — اعتقاد کا حسن ظاہر ہے — نیکی کا خدا اور بدی کا خدا اور ہے — نعوذ باللہ
من ذالک الفساد — جامی صاحب کا ستیوان لایحہ ہے چون صفات و احوال
و افعال که در مظاهر ظاهر است فی الحقیقته مضاف بحق که ظاهر در آن مظاهر
است نه از مظاهر پس اگر احیاناً در بعضی از آنها شرے و نقصانے واقع شود
از جهت عدمیت وجود دیگر تواند بود زیرا که وجود من حیث هو وجود خیر محض
است و از هر امرے وجودے که شرے متوهم می‌شود بواسطه عدمیت امر
وجودے دیگر نه بواسطه آن امر وجودی من حیث هو امر وجودی
رباعی هر نعت که از قبیل خیر است و کمال ؛ باشد ز نعوت ذات پاک
متعال ؛ هر وصف که در حساب شر است و وبال ؛ دارد ز قصور قابلیات
مآل ؛ حکما در آنکه وجود خیر محض است دعوی ضرورت کرده اند ازبرای

توضیح مثالے چند آوردہ اند و گفتہ اند اینکہ بہمہ و مثلاً کہ مفسد اثمار است و شر است
نسبت باثمار شریت او نہ از ان جہت است کہ کیفیتے است از کیفیات چو
زیرا کہ او از ینجہت کمالے است از کمالات بلکہ از ان جہت است کہ سبب شدہ
است مر عدم وصول اثمار را بکمالیات لایق خود ہمچنین قتل مثلاً کہ شر است
شریت او نہ از جہت قدرت قاتلست بر قتل و یا قاطعیت آلت یا قابلیت
عضو مقتول مر قطع را بلکہ از جہت زوال حیات است و آن امریست عدمی
الی غیر ذالک من الامثلہ رباعی ہر جا کہ وجود کردہ سیر است ای دل ۞
میدان بیقین کہ محض خیر است ای دل ۞ ہر شر ز عدم بود و عدم غیر وجود ۞
پس شر ہمہ مقتضائے غیر است ای دل - قولہ حلول و اتحاد ہوتا ہی تو ثابت الخ
حلول و اتحاد کا مدار شیئین کے وجود پر ہی کہ ہمارے مولانا کاشی رحمہ نے آپ
جیسنے قاضی صاحب کو اسکا دندان شکن جواب دیا ہی کہ نحن لا نثبت شیئین
اور آپ کے قاضی صاحب سے تو کچھ بن نہیں پڑا یہ کہہ بیٹھا کہ گناہ کا عذر
گناہ سے بدتر ہی - بلکہ اسکو شیئین کا اثبات کرنا اور بر ملا الزام دینا لازم
تھا - جناب آپ نے ایک متکلم قاضی کے قول سے محققین کی تردید کی ہی
آپکا اعتقاد حضرت مہدی موعود خلیفۂ رب المعبود کے مذہب سے تو کجا بلکہ عام
صوفیاء کے مذہب وملت سے آپکو کوسوں دور کر دیا - کیونکہ آپکو خلیفۃ اللہ
کے احکام فرائض میں بھی کلام ہی - اس سے لئے آپ ہانک مارے کہتے ہیں
کہ مہدی نے دوگانہ لیلۃ القدر کے سوا کچھ بھی نہیں لایا ہی تو آپکی اس
تقریر سے ان فرائض و احکام کا انکار ثابت ہو گیا جن کو مہدی علیہ السلام
نے لائے ہیں جیسے ترک دنیا اور طلب دیدار وغیرہ - اور منکر نیبا تصنیف
کا حکم تو آپ خوب جانتے ہیں - والسلام علی من اتبع الہدی - سلخ ذی حجہ سنہ ۱۳۰۱

قطعه

طبع شد این رساله محمود ٭ شد قبول دل عباد حق ٭ سال طبعش بگفت هاتف غیب
که بتر از روے اعتقاد حق
۱۳۰۰ هجری

منور

شد طبع عجیب این رساله
در شرح حقایق و دقایق
تاریخش گفت هاتف غیب
توکید حقیقت الحقایق
۱۳۰۸ هجری

داخله نمبر	
قیمت نمبر	
تقسیم نمبر	

مطبوعه غرهٔ محرم الحرام سنه ۱۳۰۸ هجری نبوی